ترجمان الحدیث

[redacted]

مذہبی رواداری کا فروغ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی کے زیر اہتمام بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ 22 مارچ 2018ء بروز جمعرات جس کی صدارت وفاقی وزیر سردار محمد یوسف نے فرمائی' جبکہ مہمان خصوصی مفتی اعظم جمہوریہ مصر صاحب المعالی فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر شوقی عبدالکریم العلام تھے۔ اس موقعہ پر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ پروفیسر محمد یٰسین ظفر حفظہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطاب کیا۔ جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے (ادارہ)

پاکستان ایک ایسی ریاست ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی۔ اس کا اولین منشور سرکاری وغیر سرکاری' تعلیمی' اقتصادی' تجارتی' سیاسی' عسکری نظام کو اسلام کے قالب میں ڈھالنا تھا۔ بدقسمتی سے ہم نے ستر سال گزار دیئے۔ لیکن اس مسئلے پر یکسو نہ ہو سکے۔ کہ یہ وطن کیوں حاصل کیا؟ اگر شروع دن سے اس کی منزل متعین کردی جاتی اور راستہ واضح کر دیا جاتا تو ان لوگوں کو ہمت نہ ہوتی۔ جو جگہ جگہ یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ قائداعظم پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔ اس ابہام کی وجہ سے کسی ایک شعبے سے بھی وہ نتائج حاصل نہ ہو سکے جو قیام پاکستان سے مطلوب تھے۔

اگر آج سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نصاب کا حصہ ہوتی۔ ابتداء سے گریجویشن تک یہ درسا درسا پڑھادی جاتی تو ہمیں قوم کو بتانے کے لیے بڑی کانفرنسیں کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ کہ رواداری کا سیرت میں کیا مقام ہے۔ مشکل یہ ہے کہ تمام محکموں اور شعبہ ہائے زندگی میں خدمت سرانجام دینے والے افسر ہوں یا ملازم وہ وزیر ہوں یا ممبران

رواداری ایک ایسی خوبی اور صفت ہے جس کی تمام شعبہ ہائے زندگی میں اشد ضرورت ہے۔صرف مذہبی رواداری کافی نہیں۔آج معاشرے میں رواداری نہ ہونے کے باعث کیسے کیسے مسائل جنم لے رہے ہیں۔مذہب کے علاوہ دیگر عوامل بھی ہیں جو عدم رواداری کا باعث ہیں۔کوئی بے روزگاری سے تنگ تو کوئی انصاف نہ ملنے پر سراپا احتجاج، تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی سہولیات کا نہ ملنا بھی لوگوں کو مشتعل کر دیتا ہے۔پھر وہ رواداری سے نہیں بلکہ ناراضگی سے کام لیتے ہیں......

بلاشبہ مذہبی رواداری کی بھی ضرورت ہے ہمیں مذہبی، مسلکی سطح پر ایک دوسرے کا لحاظ اور احترام کرنا چاہیے۔آئین پاکستان نے تمام مذاہب کو جو حقوق دیئے۔اس دائرے میں رہتے ہوئے ہر کسی کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔خاص مواقع پر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں بھی رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔اشتعال انگیز اور توہین آمیز گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے نفرت پھیلانے اور فتوی بازی سے اجتناب کرنا چاہے۔

مذہب سے بڑھ کر آج کل سیاست میں رواداری کی ضرورت ہے۔پاکستان میں سیاست بازیچہ اطفال بنی ہوئی ہے۔بڑے بڑے قائدین جو زبان استعمال کر رہے ہیں اور جس طرح ایک دوسرے پر الزامات لگاتے ہیں۔برا بھلا کہتے ہیں توہین آمیز گفتگو کرتے ہیں اس سے نفرت اور اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔نوجوان نسل کی زبان بگڑ گئی اخلاقیات کا جنازہ نکل گیا۔یہ سلسلہ جاری رہا تو آنے والے سالوں میں سیاسی رواداری ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی اسی پاکستان میں ہم نے دیکھا کہ سیاسی اختلافات کے باوجود لوگ ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں شریک ہوتے لیکن اب لعنت ملامت سے بات کا آغاز کرتے ہیں ایک دوسرے پر تبراء بازی کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ سیاسی جماعتوں کو اپنے قائدین اور کارکنان کے لیے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ لازمی قرار دینا چاہیے تاکہ ان میں رواداری کی خوبیاں پیدا ہوں۔

وہ لوگ جو بظاہر کسی مذہب کو نہیں مانتے اور اپنے آپ کو لامذہب کہتے ہیں یہ بجائے

خود ایک خاص مذہب کے پیروکار ہیں۔ کیونکہ لا مذہب بھی ایک نظریہ اور فکر ہے جس کا پرچار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ گروہ بھی ضابطے اور آئین سے باہر نہیں۔ انہیں بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی بھی مذہب کی توہین کریں لوگوں کو مشتعل کریں اور اپنے پیروکاروں میں نفرت بھریں۔ اور کھلے عام شعائر اسلام کی توہین کریں۔ اب حال ہی میں اسلام آباد میں خواتین کا جتھہ نہایت بے ہودہ نعروں کے ساتھ سڑکوں پر آیا۔ اور رواداری کی دھجیاں اڑا دیں۔ انہوں نے ایسے کتبے اٹھا رکھے تھے جو علماء کے خلاف تھے۔ مردوں پر آوازیں کسی ہوئی تھیں اور قانون کی حدود و قیود سے ماورا باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ مثلاً ہمارا جسم' ہماری مرضی' اپنا کھانا خود گرم کرو' ہمارا جسم' میدان جنگ نہیں' زہریلی مردانگی عورت کے لیے مضر اور ایسے نعرے جو یہاں نقل کرنا مناسب نہیں۔ ایک طرف ہم تمام طبقوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ رواداری اختیار کریں لیکن یہ مادر پدر آزاد لوگ تمام حدیں پامال کریں اور کوئی حکومتی ادارہ ان کے خلاف سوال نہ اٹھائے یہ معاشرے کا مذاق اڑاتے پھریں اور ہم دوسروں سے رواداری کا مطالبہ کریں ان حالات میں کچھ اچھا نہیں لگتا۔

اس لیے حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ اس طرز عمل کا خصوصی نوٹس لے اور ایسے بیہودہ اخلاق سے عاری لوگوں کا مکمل محاسبہ کرے۔ چند آزاد خیال آوارہ خواتین کو لگام ڈالیں۔ ورنہ کوئی بھی حادثہ ہوسکتا ہے۔ ہم حیران ہیں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب ثاقب نثار صاحب معمولی باتوں پر نوٹس لیتے ہیں مگر اس اہم ایشو کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ ہماری درخواست ہے کہ ان خواتین کو بلا کر ان کی مشکلات تو پوچھ لیں اور اس انداز کے احتجاج اور تماشے بند کریں عجیب طرفہ تماشا ہے۔ کہ اگر رواداری سے کام لیا جائے تو لوگ طعنے دیتے ہیں اور اگر کسی نے روا داری چھوڑ دی اور ردعمل دیا تو تشدد پسند دہشت گرد شمار ہوگا اس لیے کسی طرف سے کوئی ردعمل آنے سے پہلے حکومت خود محاسبہ کرے۔

☆☆☆.................☆☆☆